

## اسلامی قانون سازی کا اہم ترین مسئلہ

جناب محمد امین صاحب - ریاض، سعودی عرب

(۲)

اب ہم اس امر پر غور کریں گے کہ یہ ادارہ کیسا ہونا چاہیے اور اسے کیسے وجود میں لایا جائے ؟

اوپر کے تجزیے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس مسئلے کے حل کے لیے کسی مشاورتی ادارے کا قیام سود مند نہیں کیونکہ اصحاب اقتدار اسے کوئی وزن نہیں دیں گے اور موجودہ ہیئت کی اسمبلی انخواہ اس کا نام مجلس شوریٰ ہی رکھ دیا جائے — اور صرف نام بدلنے سے فرق ہی کیا پڑتا ہے اگر اس کی حقیقت نہ بدلے بلکہ الٹا اسلامی مصطلحات بدنام ہوں گی) یا اسمبلیاں اس کی اہمیت ہی نہیں رکھتیں اور نہ اس چیز کا امکان نظر آتا ہے کہ مستقبل قریب میں علماء اور اسلامی ذہن رکھنے والے لوگ ان اسمبلیوں میں اتنی کثرت سے آجائیں گے کہ وہ قانون سازی کو اسلامی رخ دے سکیں گے، تو پھر اس مسئلے کا حل کیا ہے ؟ نظری طور پر اس کا سیدھا سا دھما حل یہ ہے کہ قومی اسمبلی کا انتخاب اس طرح کروایا جائے کہ اس میں علماء اور اسلامی سکالر نے کی ایک معقول تعداد پہنچے اور پھر اسمبلی میں ان پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی جائے اور قانون سازی کے متعلق سارا اختیار اس کو دے دیا جائے۔ کیونکہ یہ لوگ منتخب ہوں گے لہذا ان کی نمائندہ حیثیت کو چیلنج نہ کیا جاسکے گا اور چونکہ وہ اہل علم ہیں سے ہوں گے

ہذا ان کے فیصلوں پر لوگوں کو اعتماد بھی ہوگا۔

جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے کہ اس کمیٹی کو اتنا با اختیار کیوں بنایا جائے اور یہ جمہوری سپرٹ کے خلاف ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یقیناً یہ مغربی جمہوریت کے مطابق نہیں ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے، اور آخر ہم پر کس نے فرض کیا ہے کہ مغربی جمہوریت کی اندھی تقلید کریں، ہم تو صرف اس چیز کے مکلف ہیں کہ اسلامی شریعت کا اتباع کریں اور جن چیزوں میں شریعت نے صریح حکم نہ دیا ہو وہیں وہ راستہ اختیار کریں جو شریعت کے احکام کے مطابق اور اس کے مزاج کے قریب تر ہو اور جو اس کے مفاد کو پورا کرتا ہو، نہ کہ اندھا دھند غیر اسلامی افکار اور اداروں کی پیروی کریں۔ آپ اسلامی تاریخ اٹھا کر دیکھیے اور خلافت راشدہ کے زمانے میں جو شوروی تھی اس کا جائزہ لیجیے۔ وہاں شوروی دو بڑے حلقوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ اُس میں جہاں ایک طرف قبیلوں کے سربراہان اور علاقوں کے معززیں ہوتے تھے وہیں ان میں ایک جماعت علوم قرآن و حدیث اور فقہ کے ماہر صحابہ رضی اللہ عنہم مشتمل ہوتی تھی۔ عام امور سلطنت میں ساری شوروی سے مشورہ کیا جاتا تھا، لیکن دقیق فقہی مسائل میں انہی ماہرین اور مختصمین سے رائے لی جاتی تھی اور انہی کی رائے کے مطابق فیصلہ کیا جاتا تھا۔ خلافت راشدہ کے عہد سے اس کی یہ شانہ مثالیں دی جاسکتی ہیں مثلاً قضیہ ارض سواد یا خراج زمینوں اور طاعون عموماً اس کا مسئلہ وغیرہ۔ تو خلفائے راشدین کے طریقے کی پیروی کی آج بھی صورت ہے کہ شوروی میں معززیں اور دوسرے طبقوں کے نمائندوں کے علاوہ علماء اور سکالرز بھی ہوں۔ عام امور سلطنت میں ساری شوروی فیصلہ کرے لیکن جہاں قانونی اور فقہی مسائل

۱۔ شیخ ذکریا البرمی، مبدأ الحریۃ فی الاسلام، مجلہ، عالم الفکر، الکویت، شمارہ

جنوری، مارچ ۱۹۷۱ء، صفحہ ۱۳۱

۲۔ ڈاکٹر محمد یعقوب الطیبی، مبدأ الشوری فی الاسلام، صفحہ ۴۳، طبع الاسکندریہ

ہوں وہاں ان کا فیصلہ ایک ایسی جماعت کرے جس میں صرف یہ فقہاء اور اسلامی قانون کے ماہرین ہوں۔

پھر یہاں یہ بھی ذہن نشین رہنا چاہیے کہ فقہاء اور اصولیوں کا یہ صدیوں سے متفقہ فیصلہ ہے اور اس پر ان کا اجماع ہے اور اس میں کوئی اختلاف منقول نہیں ہے کہ اجتہاد شرعی ایسی فقہی مسائل میں حکم شرعی کے ادراک کا حق عام آدمی کو نہیں بلکہ صرف مجتہدین کو ہے۔ اور مجتہد کی صفات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ اسے قرآن و سنت فقہ اور عربی زبان کا انتہائی ماہر ہونا چاہیے۔ اب یہ شرائط شورلی یا قومی اسمبلی کے سارے ممبران میں نہیں پائی جاسکتیں، نیز ہمارے زمانے میں چونکہ ان شرائط کے ممکنہ حد تک پائے جانے کا امکان (اور ہم استطاعت کی حد تک ہی مکلف ہیں نہ کہ امر مثالی کے) صرف جید علماء اور اسلامی سکالرز ہی میں ہے۔ لہذا اس شرعی اصول کا تقاضا بھی یہی ہے کہ درپیش اجتہادی مسائل کو عام شورلی پر نہ چھوڑا جائے بلکہ شورلی ہی میں سے فقہاء اور اسلامی سکالرز کی ایک جماعت کے یہ کام سپرد کر دیا جائے۔

یہ ایک علمی جواب تھا اس اعتراض کا کہ شورلی یا اسمبلی میں اس قسم کی کمیٹی کو

لے اس سلسلے میں امام مغزالی فرماتے ہیں کہ "ایک عام آدمی اجتہاد نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اہلیت نہ رکھنے کی وجہ سے وہ اس کام کے لیے اسی طرح نااہل ہے جس طرح نابالغ بچہ اور فاجر العقل آدمی (المستضعف المغزالی، جلد ۱ ص ۱۸۲، طبع دارالمصادر) اور امام شافعی فرماتے ہیں "اجتہاد کی اہلیت نہ رکھنے والا اگر اجتہاد کرے تو اس کی حیثیت اس اندھے کی سی ہے جو خود بھی اپنا راستہ نہیں دیکھ سکتا۔ دوسروں کو کیا دکھائے گا) اس کے باوجود اگر وہ اجتہاد کرے تو گناہ گار ہوگا، حکومت کو چاہیے کہ زبردستی اسے اجتہاد سے روک دے۔ کیونکہ اس طرح نہ صرف وہ اپنی بلکہ دوسروں کی گمراہی کا بھی سامان کرے گا (الرسالۃ للشافعی صفحہ ۵۰۹ طبع دار التراث، القاہرہ)۔"

بااختیار کیوں بنایا جائے۔ اب جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ایسے مناسب لوگوں کا انتخاب کیسے ہو اور وہ کمیٹی کیسے بنے تو اس کی کئی صورتیں ممکن ہیں۔ ایک تو یہ کہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہوں اور متناسب نمائندگی کے تحت ہوں سیاسی جماعتوں کو بتا دیا جائے کہ ان کے نمائندوں کی فہرست میں علماء اور اسلامی سکالرز کے نام ہونے چاہئیں، پھر اسمبلی میں جیتی ہوئی سیٹوں کے متناسب سے ان سیاسی جماعتوں کے نمائندوں میں سے علماء اور سکالرز پر مشتمل ایک خود مختار کمیٹی بنا دی جائے اور اسمبلی میں ابتدائی بحث کے بعد ہر مسودہ قانون اس کمیٹی کو بھجوا دیا جائے جس کا فیصلہ آخری ہو، البتہ صدر مملکت یا اسمبلی نظر ثانی کے لیے اسے مسودہ قانون واپس بھجوا سکیں لیکن اسے رد نہ کر سکیں۔ کمیٹی کو یہ اختیار بھی ہونا چاہیے کہ وہ نئے مسودہ یا نئے قوانین کے علاوہ پہلے سے بنے ہوئے قوانین میں سے غیر اسلامی اجزاء نکال کر اسے نئی صورت دے سکیں۔ سپریم کورٹ کو یہ اختیار دیا جاسکتا ہے کہ اس کمیٹی کے پاس شدہ کسی قانون کو خلاف اسلام ہونے کی بنا پر کالعدم قرار دے سکے بشرطیکہ اس کے حج اسلامی قوانین کے ماہرین میں سے ہوں۔

دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اگر الیکشن غیر جماعتی ہوں تو جو علماء اور اسلامی سکالرز بھی ایوانِ زیریں میں پہنچیں ان پر مشتمل یہ خود مختار کمیٹی بنا دی جائے اسی طرح کی ایک کمیٹی ایوانِ بالا میں بھی بنا دی جائے، اختلاف رائے کی صورت میں دونوں کمیٹیوں کے مشترکہ اجلاس میں کثرتِ رائے سے فیصلہ کر لیا جائے۔ اس وقت جو لوگ یا جس طرح کے لوگ اسلامی نظر بائی کو نسل میں ہیں، ان کو صدر مملکت ایوانِ بالا میں نامزد کر سکتے ہیں۔ اگر ایوانِ زیریں میں اتنے مناسب آدمی نہ ہوں تو شروع ہی سے ایک ایسی کمیٹی بناٹی جاسکتی ہے جس میں دونوں ایوانوں سے ارکان لے کر یہ قانونی کمیٹی یا اجتہاد کمیٹی تشکیل دی جائے، لیکن اس صورت میں کمیٹی کے غالب ارکان کا منتخب شدہ ہونا ضروری ہے اور چیرمین

مجھی انہی میں سے ہونا چاہیے۔

تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اگر ایوانِ زیریں میں خاطر خواہ تعداد میں علماء و اسلامی سکا کر نہ پہنچیں یا ایسے لوگ عام انتخابات کے جھبیلوں میں نہ پڑنا چاہیں یا ایوانِ بالا میں نامزدگی کا طریقہ بعض لوگوں کے نزدیک غیر پسندیدہ ہو تو متبادل صورت یہ اختیار کی جاسکتی ہے کہ ایسے لوگوں کا انتخاب، ایوانِ زیریں اور ایوانِ بالا کے مشترکہ اجلاس میں کر لیا جائے۔

اس طرح کے انتظامات سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ جو لوگ منتخب ہوں وہ با اختیار بھی ہوں اور اہل علم بھی۔ وہ اسلامی قانون سازی کے سلسلے میں ایسا کام کر پائیں گے جو مشاوری ادارے یا عام اسمبلیاں نہیں کر سکتیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصّٰوَبِ

### ہماری نئی مطبوعات

۱۔ خود تشدید رسالت کی پانچ کرہیں	آباد شاہ پوری	۱۸/۱ روپے
۲۔ یاد رفتگان	ماہر القادری	۴۲/۱
۳۔ اسلام میں جرم و سزا	ڈاکٹر عبدالعزیز عامر	۳۳/۱
۴۔ اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں	امام ابن تیمیہ	۱۸/۱

البدک پبلی کیشنز - اردو بازار - لاہور